پروفیسر امان اللہ شادیزئی

امریکا کی واپسی کے بعد افغانستان کا منظرنامہ

جوں جوں وقت گزر رہا ہے افغانستان میں حامد کرزئی کی مشکلات میں اضافہ ہورہا ہے۔اب امریکا افغانستان سے رختِ سفر باندھنے لگا ہے اور اس کی ساری توجہ واپسی کی طرف ہے ۔وہ چاہتا ہے کہ 2014 تک افغانستان سے اپنی فوج کے انخلا کو مکمل کرے۔ اس لیے اب وہ جلدی میں ہے۔2001 میں امریکا کا رخ افغانستان اور طالبان کی طرف تھا، اب اس نے یوٹرن لیا ہے۔اب وہ پیچھے مڑ کر نہیں دیکھ رہا کہ اس کے جانے کے بعد حامد کرزئی اور شمال پر کیا گزرے گی۔ برطانیہ اور فرانس نے بھی اپنے اپنے فوجیوں کو نکالنا شروع کردیا ہے۔اس طویل جنگ نے امریکا اور نیٹو کے اعصاب شل کردیے ہیں۔امریکا اور نیٹو اپنے اہداف کے حصول میں مکمل ناکام ہوگئے ہیں۔

افغانستان میں حامد کرزئی کی مدت صدارت اب ختم ہورہی ہے۔ طالبان ماضی کی نسبت آج زیادہ طاقتور ہیں اور وہ بین الاقوامی سیاست سے بھی واقف ہوگئے ہیں۔ جنگ نے انہیں، اور انہوں نے امریکا اور نیٹو کو اچھی طرح سبق سکھا دیا ہے۔اب امریکا طالبان سے مذاکرات کی میز پر چلا گیا ہے۔اس فیصلے نے پاکستان اور افغانستان دونوں کو مضطرب کردیا ہے۔ پاکستان کے ہاتھ میں اب افغانستان کے مسئلے کی چابی ہے جبکہ حامد کرزئی کے ہاتھ سے سب کچھ نکل گیا ہے۔ دوحہ میں طالبان کا دفتر کھلنا حامد کرزئی کی پوزیشن توڑ دینے کے لیے کافی ہے۔امریکا اور نیٹو نے افغانستان میں ایک فوج بھی تیار کی ہوئی ہے۔امریکی اور نیٹو جنرل اس مسئلے پر بہت زیادہ پریشان ہیں کہ آیا امریکا کے نکلنے کے بعد یہ فوج طالبان اور گلبدین حکمت یار کے مجاہدین کا مقابلہ کرسکے گی؟ اس حوالے سے وہ مطمئن نہیں ہیں، بلکہ امریکا کے سابق وزیر خارجہ نے 2011 میں اپنے ایک مضمون میں اس کی طرف کھل کر اشارہ کیا تھا، انہوں نے لکھا تھا کہ امریکا اور نیٹو کے نکلتے ہی طالبان چند مہینوں میں ہی پورے افغانستان پر قابض ہوجائیں گے،انہوں نے مشورہ دیا تھا کہ اب امریکا کو افغانستان سے جلدی نکل جانا چاہیے۔ انہیں اس بات پر تشویش تھی کہ امریکا بغیر کسی منصوبے کے افغانستان سے جارہا ہے۔

اب اسی خدشے کا اظہار افغانستان کے صدر حامد کرزئی نے امریکی صدر اوباما سے ویڈیو کانفرنس میں گفتگو کرتے ہوئے کیا ہے، بلکہ ان دونوں کے درمیان تلخ جملوں کا تبادلہ بھی ہوا ہے۔اس کا انکشاف امریکی اخبار

نے کیا ہے اور پاکستان کے اخبارات میں یہ شائع ہوئی ہے۔ حامد کرزئی نے کہا ہے: امریکا افغانستان کو دشمنوں کے حوالے کر کے جا رہا ہے۔ حامد کرزئی کا موقف تھا کہ امریکا طالبان سے اس وقت تک مذاکرات نہ کرے جب تک طالبان براہِ راست افغانستان سے مذاکرات کے لیے رابطہ نہیں کرتے۔ جبکہ اوباما کا موقف تھا کہ امریکی فوجیوں نے قربانی دے کر افغانستان کو مستحکم کیا ہے، امریکا اس جنگ میں 6 کھرب ڈالر خرچ کر چکا ہے، اس کے سینکڑوں فوجی مارے گئے ہیں اور ہزاروں اپاہج ہو گئے ہیں، کئی پاگل ہو چکے ہیں اور کئی فوجیوں نے خودکشی کر لی ہے، نیٹو کے کئی ممالک اس لا حاصل جنگ میں جانی اور مالی نقصان اٹھا چکے ہیں، اور مزید نقصان اب ان کی برداشت سے باہر ہو چکا ہے۔

برطانیہ کے اخبار گارجین نے 30 مئی 2013 کی اشاعت میں ایک مضمون شائع کیا ہے۔ یہ مضمون اخبار نے فرینک میج وج کی کتاب Investment in blood سے لیا ہے۔ برطانیہ کے لیے افغانستان کی جنگ کم و بیش 37 ارب پاؤنڈ میں پڑی ہے اور اس کی لاگت میں اضافہ بھی ہو رہا ہے۔ برطانوی ٹیکس دہندہ کے لیے اس جنگ کے اخراجات کم و بیش دو ہزار پاؤنڈ کے مساوی ہو جائیں گے۔ ہلمند میں برطانوی فوجی 2006 سے تعینات ہیں۔ ایک محتاط اندازے کے مطابق ان کا یومیہ خرچہ ڈیڑھ کروڑ پاؤنڈ تھا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہلمند کے 15 لاکھ باشندوں میں سے ہر ایک پر 25 ہزار پاؤنڈ خرچ کیے جا چکے ہیں۔ یہ وہ رقم ہے جو ہلمند کے بیشتر باشندے زندگی بھر کما نہیں پائیں گے۔ ایک تازہ کتاب میں اندازہ پیش کیا گیا ہے کہ برطانوی حکومت کا خرچہ کم و بیش 40 ہزار ارب پاؤنڈ ہوگا۔ کتاب کا مصنف فرینک کہتا ہے کہ برطانوی فوجیوں کے ہاتھوں 500 مقامی باشندے مارے جا چکے ہیں جو کسی بھی فوجی سرگرمی میں ملوث نہ تھے۔ اس جنگ میں 2600 برطانوی فوجی زخمی ہوئے ہیں۔ نفسیاتی طور پر متاثر ہونے والے فوجی اس کے علاوہ ہیں۔ ان کے علاج پر ایک ارب پاؤنڈ خرچ کرنے ہوں گے۔ برطانوی وزارتِ دفاع کے مطابق اب تک اس جنگ میں 444 فوجی مارے جا چکے ہیں۔ وزارتِ دفاع عام شہریوں کی ہلاکتوں کا ریکارڈ نہیں رکھتی۔ اس نے برطانوی دارالعوام کو بتایا کہ وہ جنگ میں برطانیہ کے مجموعی اخراجات کی تفصیل ابھی ایوان میں پیش نہیں کر سکتی۔ سرکاری تخمینوں کے مطابق برطانوی قومی خزانے سے افغانستان کی جنگ میں 23 ارب پاؤنڈ سے زیادہ رقم خرچ ہو چکی ہے۔ فرینک بیج وج لیبیا اور افغانستان میں برطانوی حکومت کے مشیر رہ چکے ہیں، وہ کہتے ہیں کہ طالبان کے دور میں پوست کی کاشت بہت گھٹ گئی تھی، جو اب پھر بڑھ گئی ہے، اس کے نتیجے میں بدعنوانی بھی بڑھ گئی ہے، جنگ کا اصل فائدہ ترقیاتی مشیروں، جنگجو سرداروں اور اسلحہ فروخت کرنے والے اداروں کو پہنچا ہے، برطانوی حکومت مشیروں پر اچھی خاصی رقم خرچ کرتی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ برطانیہ کے نکلنے کے بعد منشیات کی فروخت میں ملوث جنگجو سرداروں کے

درمیان جنگ برپا رہے گی۔ برطانوی فوجی ایک ایسی جنگ میں جھونک دیے گئے ہیں جس کے متعلق انہیں معلوم ہی نہیں تھا۔

ایک اور مضمون کا حوالہ ضروری ہے۔ یہ مضمون 26 جولائی 2010 کے نیوز ویک میں شائع ہوا۔ اس کے مصنف چیئرمین مائیکل اسٹیل ہیں۔ انہوں نے لکھا کہ: طالبان کا معاملہ یہ ہے کہ وہ کسی بھی صورت میں جھکنے کے لیے تیار نہیں ہیں۔ وہ کیوں جھکیں؟ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ان کی پوزیشن مستحکم ہوتی جارہی ہے، انہیں پاکستان سے ملحقہ علاقوں میں پناہ گاہیں بھی میسر ہیں، ایسے میں ان سے ہتھیار پھینکنے کی توقع رکھنا عبث ہے، اگر وہ کرزئی حکومت سے تعاون پر آمادہ ہوئے تو بھی اپنی شرائط پر ایسا کریں گے، کرزئی حکومت ایسی پوزیشن میں نہیں کہ ان سے اپنی بات منوا سکے۔ اس وقت تو انہیں) یعنی حامد کرزئی کو (اپنی بقا کی فکر لاحق ہے، کسی اور کے لیے کیا کردار ادا کرسکیں گے! وہ مزید لکھتے ہیں کہ امریکا کا افغانستان میں نقصان بڑھتا جارہا ہے، امریکا افغانستان میں اب ایک ایسی جنگ لڑرہا ہے جو لڑے جانے کے قابل بھی نہیں ہے۔ یہی سبب ہے کہ امریکا کے نقصانات کا دائرہ وسیع ہوتا جارہا ہے۔ اگر امریکا نے افغانستان سے نکلنے میں عجلت کا مظاہرہ کیا تو کرزئی حکومت گر جائے گی اور ایسے میں طالبان کا دوبارہ اقتدار میں آنا خارج از امکان نہیں ہے، ایسا ہوا تو ملک دوبارہ خانہ جنگی کا شکار ہوجائے گا۔ وہ لبنان کی حیثیت اختیار کرسکتا ہے۔ افغانستان سے نکلنے میں بے احتیاطی امریکا کی بدنامی میں مزید اضافہ کرے گی۔ یہ نیٹو کے لیے بھی کافی خفت کا باعث بنے گی۔ افغانستان کے کیس میں مکمل ناکامی کے بعد کوئی بھی ملک دہشت گردی ختم کرنے سے متعلق امریکی استعداد پر یقین نہیں کرے گا۔

ان تجزیوں کی روشنی میں یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ افغانستان ایک بار پھر طالبان کی گرفت میں آنے والا ہے اور کرزئی کی صدائے احتجاج کہ امریکا ہمیں دشمنوں کے نرغے میں چھوڑ کر جارہا ہے درست لگتی ہے۔

جامعہ دارالعلوم حقانیہ کی ویب سائٹ
پر آن لائن فتویٰ

دارالعلوم حقانیہ کے مفتیان کرام سے دینی وفقہی مسائل میں رہنمائی حاصل کرنے کیلئے دارالعلوم کی ویب سائٹ www.jamiahaqqania.edu.pk/ کے ہوم پیج (Home Page) پر Islamic Q & A online Fatawa کلک کرکے اپنا سوال بھیجئے اور دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کی طرف سے مقررہ مدت میں جواب وصول کریں۔

از شعبہ : مؤتمر المصنفین دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک